فلسفہءتوکل کے تناظر میں دفاعی اقدامات کا تحقیقی جائزہ

A research review of defensive measures in the context of the philosophy of reliance (Tawakkul)

Ashiq Hussain
Ph.D Scholar Department of Islamic studies
National College of Business Administration & Economics Lahore
Sub Campus Multan
Email: cdlodhran@gmail.com

Abstract

This research article explores the Islamic concept of individual and overall defense in the light of the seerat (life and teachings) of the Prophet Muhammad (peace be upon him). It investigates the notions of individual and social defense in the context of the Prophet's exemplary character and actions. The seerat of the Prophet provides a valuable framework for understanding and implementing defense strategies that encompass both personal well-being and the collective welfare of society. The Prophet Muhammad (peace be upon him) emphasized the importance of relying on Allah and seeking His protection. He encouraged his companions to strengthen their faith, engage in prayers, and seek divine assistance during times of difficulty and conflict. The article emphasizes the balanced approach of self-defense in Islam and focuses on the concept of reliance (Tawakkul) in Islam. It discusses the quranic verses and Prophetic traditions that emphasize the importance of relying on Allah in all aspects of life, including times of difficulty and conflict. This article explores the correlation between defense and reliance in the Prophetic biography. It examines specific incidents from the life of Prophet Muhammad (peace be upon him) that exemplify his unwavering trust in Allah while actively defending the Islamic faith and community. The article elucidates how the Prophet's actions and teachings manifest the harmonious integration of defense and reliance in the Islamic worldview.

Keywords: Islamic defense, reliance, Tawakkul, Prophetic biography, Quran, Hadith

مقدمہ

نبی اکرم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات طیبہ کے دوران اپنی، اپنے صحابہ اور نوزائیدہ مسلم کمیونٹی کی فلاح و بہبود اور تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے مختلف حفاظتی اور دفاعی اقدامات کو اختیار کیا۔ نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اختیار کیے گئے چند اہم اقدامات میں توکل علی اللہ کے ساتھ ساتھ عملی اقدامات بھی شامل ہیں۔پیغمبر اسلام

ﷺ نے تنازعات سے بچنے اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے سفارت کاری اور پرامن بقائے باہمی پر زور دیا۔ آپ نے ہمسایہ قبائل اور برادریوں کے ساتھ پرامن تعلقات برقرار رکھنے کے لیے صلح حدیبیہ جیسے معاہدے کیے۔ امت مسلمہ کی حفاظت کے لیے دفاعی واحتیاطی تدابیر اختیار کیں۔ انہوں نے اسٹریٹجک اتحاد قائم کیا، اپنی پوزیشنیں مضبوط کیں، اور ممکنہ خطرات سے حفاظت کے لیے محافظ اور چوکیدار تعینات کیے۔ مثال کے طور پر جنگ خندق کے دوران نبی اکرم ﷺ نے دشمن کے حملے سے دفاع کے لیے مدینہ کے اردگرد خندق کھودنے کا حکم دیا۔ جسمانی اور فوجی تربیت کی اہمیت پر زور دیا۔ آپ نے مسلمانوں کو تیر اندازی، گھڑ سواری اور جنگی مہارتوں کی تربیت دی تاکہ انہیں ضرورت پڑنے پر اپنے دفاع کے لیے لیس کیا جاسکے۔ صحابہ کرام کو نظم وضبط، اتحاد اور اپنے عقیدے اور برادری کے دفاع کی اہمیت بتائی گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک مشاورتی نظام قائم کیا جسے "شوریٰ" کہا جاتا اور اہم فیصلے اجتماعی طور پر کیے جاتے تھے۔ آپ نے لوگوں کے جان ومال کی حفاظت کو یقینی بنایا، کمیونٹی کی آوازیں سنی گئیں اور دفاع وتحفظ سے متعلقہ معاملات پر اتفاق رائے پایا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے ممکنہ خطرات اور دشمنوں کے بارے میں انٹیلی جنس رپورٹس جمع کرنے کی ترغیب دی۔ آپ نے مسلم کمیونٹی کو اردگرد کے ماحول سے باخبر رہنے اور ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے قابل بنایا۔ نبی کریم ﷺ نے اکثر اسکاؤٹس، رضاکاران اور جاسوسوں کو مخالف قوتوں کے ارادوں اور نقل وحرکت کے بارے میں معلومات جمع کرنے کے لیے مقرر کیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اللہ پر کامل بھروسہ کرنے اور اپنی حفاظت کی اہمیت پر زور دیا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ اپنے ایمان کو مضبوط کریں، دعاؤں میں مشغول رہیں اور مشکلات وتنازعات کے وقت اللہ کی مدد حاصل کریں۔ پاکستانی سماج کو مثال کے طور پر لیتے ہوئے اس تحقیقی آرٹیکل میں اسلامی فلسفہ ءتوکل کے تناظر میں انفرادی اور اجتماعی دفاع کے تصورات پر تبصرہ کیا جائے گا کیونکہ حفاظتی اور دفاعی اقدامات جو پیغمبر خدا سید المتوکلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیے ان کے جامع اندازِ فکر کو ظاہر کرتے ہیں تاکہ امت مسلمہ کی سلامتی اور فلاح وبہبود کو یقینی بنایا جائے، سفارتی کوششوں، دفاعی منصوبہ بندی، فوجی تیاری اور اللہ کی رحمت پر بھروسہ کیا جائے۔ چونکہ جان ومال اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے عظیم نعمتیں ہیں لہٰذا ان نعمتوں کا دفاع بھی ان نعمتوں کی قدردانی کے مترادف ہے اور جان و مال کی حفاظت کا اہتمام کرنا قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ سے ثابت ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ -([1])

اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو

حتیٰ کہ دورانِ جنگ حضور ﷺ کو دورانِ نماز باقاعدہ اپنی حفاظت کے لئے اہتمام کرنے کا حکم فرمایا کہ (اے محبوب ﷺ) جب آپ انکو نماز پڑھانے لگیں تو ان کی ایک جماعت اپنے ہتھیار ساتھ لیکر (حفاظت کیلئے) کھڑی رہے۔([2])

آپ ﷺ نے اپنی حفاظت کے لئے سیکورٹی گارڈز کا اہتمام کئے رکھا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کا وعدہ مل گیا([3]) جبکہ اس سے قبل آپ ﷺ کا حفاظتی اقدامات اختیار فرمانا توکل ہی کے تحت تھا، اگر یہ خلاف توکل ہوتا تو آپ ﷺ اللہ کے نبی ہوتے ہوئے حفاظتی پہرے دار کیوں متعین فرماتے؟

آج جو حال ہمارے معاشرے کا ہو چکا ہے اور جس طرح آئے روز میڈیا کے ذریعے بے شمار واقعات ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں، ان حالات میں اگر ذاتی حفاظت (پرسنل سیکورٹی گارڈ) کا اہتمام کیا جائے تو یہ قطعاً توکل کے خلاف نہ ہوگا اور نہ ہی یہ کہا جائے گا کہ زندگی اور موت چونکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے لہٰذا اس قسم کے حفاظتی و دفاعی انتظامات خلاف شرع ہیں، کیونکہ شریعت مطہرہ میں جہاں توکل کی تعلیم دی گئی ہے وہاں تدابیر اختیار کرنے کی اہمیت بھی بیان کی گئی ہے اور اسے بھی دیگر فرائض کی طرح ضروری ٹھہرایا گیا ہے لیکن اسباب اختیار کرنے کے باوجود بھروسہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہونا چاہیے۔

اس لیے دفاع کو بیان کرنے سے پہلے توکل اور دفاعی تدابیر کا باہمی تعلق بیان کرنا ضروری ہے تاکہ دفاعی اقدامات کو صحیح طور پر سمجھا جاسکے۔

توکل اور دفاع کا باہمی تعلق:

- توکل اور دفاع کے باہمی تعلق کا تصور اسلام میں موجود ہے، اسلام میں توکل کا مطلب اللہ کی قدرت اور فضل پر بھروسہ رکھنا ہے۔ مسلمان اپنی کوششوں کے ساتھ اللہ کی مدد اور حمایت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔
- توکل اسلامی تصور میں دفاع کی بنیاد ہے۔ جب مسلمان کسی تنقید، ظلم یا تشدد کا شکار ہوتا ہے تو وہ اپنے توکل کے ساتھ اللہ کی حفاظت اور مدد پر یقین رکھتے ہوئے اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے دفاعی اقدامات اٹھاتا ہے۔
- نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بھی توکل اور دفاع کا باہمی تعلق نمودار ہوتا رہا، وہ مسلمانوں کو توکل کی تربیت دینے کے ساتھ دفاعی اقدامات میں اللہ کی مدد پر یقین رکھتے۔ نبی اکرم ﷺ کے توکل اور دفاعی اقدامات نے مسلمانوں کو حوادث کے ساتھ مقابلہ کرنے کی تربیت دی اور انہیں اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے دلیل بنائی۔

اسلامی تصور میں توکل اور دفاع آپس میں ایسا باہمی تعلق رکھتے ہیں کہ توکل بغیر دفاعی اقدامات کے کام کا نہیں ہوتا اور دفاع بغیر توکل کے ناکامی کا باعث بن سکتا ہے۔

اب سب سے پہلے توکل کے بیان کو دلائل سے پیش کیا جائے گا۔

توکل: توکل کا مفہوم لغت میں ہے بھروسہ کرنا، اپنے کام کو کسی کے حوالے کرنا اور اس کو وکیل بنانا۔(4)

وَكَّلْتُ اَمْرِىْ اِلٰى فَلانِ اَى الْجاتُهٗ الَيه وَاعتَمَدت فِيْهِ عَلَيْه۔(5)

توکل کا لفظ عربی زبان میں دو طرح سے استعمال ہوتا ہے،

اول (صلہ لام کے ساتھ) "توکلت لفلان" میں فلاں کی ذمہ داری لیتا ہوں۔

دوم (علیٰ کے ساتھ) **توکلت علیه** کسی پر بھروسہ کرنے کے ہیں۔(6)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَمَن يَّتَوَكَّل عَلَى اللهِ فَهُوَحَسْبُه۔(7) اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے

وَعَلَى اللهِ فَتَوَكَّلُوْٓااِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ-(8) اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تم مومن ہو

توکل کی دو قسمیں ہیں، 1۔ فرض توکل 2۔ مستحب توکل

فرض توکل کا تعلق ایمان سے ہے یعنی تمام اقدار کو تسلیم کرنا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ یقین رکھنا کہ یہ تمام اقدار دراصل اس رب تعالیٰ کا فیصلہ وقدر ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ(9)

اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ رکھو۔

یہاں پر توکل کو شرط ایمان قرار دیا گیا ہے اور جو اسباب میں گھس گیا اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھا اور یقین کا درجہ حاصل نہ کر سکا تو یہ مستحب توکل ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے

وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (10)

صلاح مشورہ کیجئے ان سے اس کام میں اور جب آپ ارادہ کرلیں تو پھر توکل کرو اللہ پر بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ قرآن حکیم میں ایک اور مقام پر ارشاد ہے

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا(11)

اور اللہ پر بھروسہ کر اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔

خواص کا توکل یہ ہے کسی کی طرف سے ایذا پہنچنے پر صبر کرے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کا قول ہے

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا([12])

"ہم کیوں نہ بھروسہ کریں۔ اللہ تعالیٰ پر درآنحالیکہ اسی نے ہمیں راہ ہدایت دکھایا اور ہم ضرور تمہاری دی گئی تکلیفوں پر صبر کریں گے"۔ حضرت امام حسنؓ فرمایا کرتے تھے "توکل ہی رضا ہے"۔([13])

حضرت سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے کہ "اگر روزہ دار دن کی ابتداء میں رات کے کھانے کا اہتمام کرے تو اس پر ایک گناہ لکھا گیا"([14]) امام محمد بن محمد غزالیؒ توکل کے درجات بیان کرتے ہیں کہ توکل کے تین درجات ہیں

1۔ ذخیرہ نہ کرنا۔ 2۔ چالیس دنوں کے لئے ذخیرہ کرنا۔ 3۔ سال کے لئے ذخیرہ کرنا۔

کھانے کا اولاد کے لئے ذخیرنہ کرنا سنت ہے، ہاں اگر کوئی شخص عیال دار نہیں ہے اور اسے وراثت میں مال مل گیا تو اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ بقدر ضرورت لے لے اور باقی تقسیم کر دے، کل کے لئے ذخیرہ نہ کرے یہ توکل کا پہلا درجہ ہے۔ توکل کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ چالیس دن یا کم کے لئے جمع کرے۔ توکل کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ مہینہ یا سال کے لئے ذخیرہ کرے۔([15])

انسان کو جدوجہد اور تلاش اسباب پر آمادہ کرتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ([16])

اور یہ کہ انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش کرے

اور پھر اسباب اختیار کرنا بھی توکل کے خلاف نہیں ہے، حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں

قال رجل یارسول اللہﷺ اعقلها و توكل او اتلقها وتوكل قال اعقلها وتوكل([17])

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں اونٹنی کو باندھ کر توکل کروں یا اس کو کھول کر توکل کروں آپ ﷺ نے فرمایا اس کو باندھ پھر توکل کرو۔ اسی طرح کسب معاش کے سلسلے میں بھی باری تعالیٰ نے حکم دیا ہے، سورۃ جمعہ میں یوں ارشادِ خداوندی ہے

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ([18]) پس جب نماز مکمل ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل کو تلاش کرو۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے گوشت ذخیرہ کرنے کی اجازت دی تھی حضرت عبد الرحمن بن عابسؓ سے مروی روایت میں ہے **نهى النبي صلى الله عليه وسلم ان تؤكل لحوم الاضاحي فوق**

ثلاث؟ قالت: ما فعله إلا في عام جاع الناس فيه، فاراد ان يطعم الغني الفقير، وإن كنا لنرفع الكراع فناكله بعد خمس عشرة[19]

کہ میرے والد ابن ربیعہ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ صرف اسی سال منع کیا تھا جس سال لوگ بھوکے تھے۔ آپ ﷺ نے یہ چاہا کہ امیر لوگ غریبوں کو کھلائیں لیکن اب ہم جانور کے پائے پندرہ دن کے بعد کھالیتے ہیں۔ایسی ہی ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو کھلاؤ، چاہو تو گوشت ذخیرہ کرلو گوں کی بھوک کی بناء پر اس سال میں نے چاہا کہ تم اہل ایمان کی مدد کرو۔ (20)

خود نبی کریم ﷺ نے اہل وعیال کیلئے اناج ذخیرہ فرمایا

كانت اموال بني النضير مما افاء الله على رسوله صلى الله عليه وسلم مما لم يوجف المسلمون عليه بخيل، ولا ركاب فكانت لرسول الله صلى الله عليه وسلم خاصة، وكان ينفق على اهله نفقة سنته، ثم يجعل ما بقي في السلاح، والكراع عدة في سبيل الله(21)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنی نضیر کے باغات وغیرہ ان مالوں میں سے تھے جو اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو بغیر لڑائی کے دیئے یعنی مسلمانوں کو یہ حاصل کرنے کے لئے اونٹ گھوڑے نہیں دوڑانے پڑے تو ایسے مال (بموجب حکم شرع) خاص آنحضرت ﷺ کے تھے (مسلمانوں کا ان میں حصہ نہ تھا) آپ ان میں سے اپنی بیویوں کا سالانہ خرچ نکال لیتے جو بچتا وہ ہتھیار، جانور، لڑائی کے سامان میں خرچ کرتے۔

صحابہ کرام کا روزی کے لئے کاروبار کرنا:

صحابہ کرامؓ کے احوال کو اگر دیکھا جائے تو مختلف صحابہ کرام متعدد شعبہ ہائے زندگی سے منسلک نظر آتے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق کپڑے کی تجارت اور دودھ سے بنی اشیاء فروخت کرتے تھے، حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت عثمان غنی بھی معروف تاجروں میں شمار ہوتے ہیں، حضرت علی بھی زراعت کے علاوہ کپڑے کا کام کرتے تھے، ابوموسیٰ اشعری دوائیاں بیچا کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود نے قرآن کی تعلیم و تحقیق کو اپنایا، حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور کے صحابہ دستکاری، زراعت و تجارت کے علاوہ کئی کاروبار حیات سے منسلک تھے، ان کا یہ طرزِ عمل نبوی تعلیمات کا حصہ تھا کہ توکل کے ساتھ ساتھ روزی روٹی کے لئے بھاگ دوڑ کرنی ہے ورنہ تو ہر جاندار کو رزق اللہ پاک نے دینا ہے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا(22)

زمین میں ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر ہے۔

جیسا کہ توکل کی اقسام میں کہا گیا ہے کہ سب سے افضل یہ ہے کہ ایک دن کی روزی کے بعد کل کے لئے کھانا نہ رکھا جائے۔ نبی پاک ﷺ نے پرندوں کی مثال دیکر توکل کی ترغیب دی ہے۔

لو انكم كنتم توكلون على الله حق توكله لرزقتم كما ترزق الطير تغدو خماصا وتروح بطانا

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ پر تم ایسے توکل کرو جیسا کہ حق ہے تو وہ تمہیں ایسے روزی دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے۔ کہ صبح کو بھوکے پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔ (23)

اس حدیث میں بھی مقصود ترک عمل اور ترک تدبیر نہیں کیونکہ پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں بیٹھ کر روزی نہیں پہنچائی جاتی ہے بلکہ ان کو بھی کھیتوں اور باغوں میں جاکر رزق تلاش کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

حضرت ابراہیمؒ خواص متاخرین میں اہل توکل کے امام گزرے ہیں۔ فرمایا تین مقامات ایسے ہیں کہ جہاں زاد راہ لینا آداب توکل میں سے ہے۔ 1۔ مسجد میں بیٹھنا۔ 2۔ کشتی پر سوار ہونا۔ 3۔ قافلہ کے ساتھ چلنا (24)

حضرت سفیان ثوریؒ کا قول ہے کہ "جب تم عبادت کا ارادہ کرو تو پہلے دیکھو گھر میں روٹی کے لئے گندم ہے یا نہیں اگر ہے تو عبادت کرو، ورنہ پہلے تم روزی کماؤ پھر اللہ کی عبادت کرو۔ (25) حضرت جنید بغدادیؒ کے استاد حضرت ابو جعفر حدادؒ فرماتے ہیں کہ " میں نے 20 سال تک توکل کو چھپائے رکھا مگر بازار سے بھی جدا نہ ہوا ہر روز ایک دینار اور دس درہم کماتا تھا"۔ (26)

توکل اور دواء کا استعمال:

اسی طرح علاج کرانا اور دوائی استعمال کرنا انسان کے توکل کے خلاف نہیں ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص بطور دواء استعمال کی گئی، جس کے متعلق قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًاۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ (27)

یہ میرا کرتہ لے جاکر باپ کے منہ پر ڈال دو تاکہ وہ بینا ہو جائے، اور میرے پاس اپنے تمام خاندان کو لے آؤ۔

حضور نبی کریم ﷺ نے علاج کرانے کا حکم دیا اور دوا کو تقدیر قرار دیا، جیسا کہ روایت میں ہے

قالت الاعرابيا رسول الله، الا نتداوى؟ قال: " نعم يا عباد الله، تداووا، فإن الله لم يضع داء إلا وضع له شفاء، او قال: دواء، إلا داء واحدا، قالوا: يا رسول الله، وما هو؟ قال: الهرم (28)"

حضرت اسامہ بن شریک روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا ہم دواء علاج نہ کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اے اللہ کے بندو، علاج کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک بیماری کے سوا ہر بیماری کی دوا بنائی ہے، یا فرمایا علاج میں شفا رکھی ہے، عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ وہ کون سی بیماری ہے؟ فرمایا: بڑھاپا۔ اسی طرح کلونجی کے ذریعے علاج کے متعلق خالد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ

إن هذه الحبة السوداء شفاء من كل داء إلا من السام، قلت وما السام، قال الموت(29) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یہ کلونجی ہر بیماری کی دوا ہے سوائے سام کے تو میں نے عرض کیا سام کیا ہے؟ فرمایا موت ہے۔

اسی طرح شہد کے ذریعے علاج سے متعلق بھی روایت ملتی ہے، حضرت ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا بھائی پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ، دوسری دفعہ وہی صحابی پھر آئے، آپ ﷺ نے اس مرتبہ بھی شہد پلانے کے لئے فرمایا وہ پھر تیسری مرتبہ آیا اور عرض کیا میں نے باربار یہ عمل کیا (لیکن شفا نہیں ہوئی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا **صدق الله وكذب بطن اخيك، اسقه عسلا، فسقاه فبرا** کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، اسے پھر شہد پلاؤ۔ چنانچہ انہوں نے شہد پھر پلایا اور اسی سے وہ تندرست ہو گیا۔ (30)

ابو خزامہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ بتایئے **ارايت رقى نسترقيها، ودواء نتداوى به، وتقاة نتقيها، هل ترد من قدر الله شيئا؟** کہ ہم جس دوا سے علاج کرتے ہیں اور جن اوراد سے دم کرتے ہیں اور جس آڑ سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔ کیا ان میں کوئی چیز اللہ کی تقدیر کو بدل سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**هي من قدر الله**" یہ چیزیں بھی اللہ کی تقدیر سے ہیں۔ (31)

توکل اور جان ومال کی حفاظت:

اگر انسان کو اپنی جان یا سرحد کا خطرہ ہو تو اس کے لئے حفاظتی انتظامات کرنے کے حوالے سے قرآن مجید میں حکم خداوندی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا(32)

اے ایمان والو! اپنی حفاظت کا سامان لے لو پھر الگ الگ گرویوں کی شکل میں روانہ ہو یا اکٹھے ہو کر روانہ ہو

ایک اور مقام پر ارشادِ خداوندی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْاۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ([33])اے ایمان والو! صبر کرو اور مقابلے کے وقت ثابت قدم رہو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تمہیں نجات ملے۔اسی طرح ارشادِ خداوندی ہے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِه عَدُوَّاللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ ([34])

اور (اے ایمان والو) دشمن کے مقابلہ کے لئے تم سے جس قدر ہو سکے (ہتھیاروں اور آلات حرب وضرب کی) طاقت تیار رکھو۔اور بندھے ہوئے گھوڑوں کی (کھیپ) سے تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو مرعوب کرتے رہو۔

عملی کام کی تعلیم دیتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ خود جنگی سامان کے ساتھ میدان میں آتے تھے

قال كان على النبى درعان يوم أُحد۔([35])

حضرت زبیر بن عوامؓ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحد کے دن نبی اکرم ﷺ پر دو زرہیں تھیں۔

دخل النبى عام الفتح وعلى راسه المغفر۔([36])

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر انور پر خود تھی۔رسول اللہ ﷺ سید المتوکلین ہیں اور آپ ﷺ غزوہ احد کے موقعہ پر جب میدان جنگ میں شریف لے گئے تو آپ نے دو عدد زرہیں پہنی ہوئی تھیں اور فتح مکہ کے موقعہ پر آپ ﷺ نے اپنے سر انور پر خود پہنا ہوا تھا۔اور آپ ﷺ خطرہ کے وقت اپنے پاس تلوار رکھتے تھے۔

قال وقد فزع اهل المدينه ليلا سمعوا صوتا قال فتلقاهم النبىﷺ على فرس الابى طلحه عرى وهو متقلد سيقه۔ فقال لم نزاعوا لم تزاعوا، ثم قال رسول الله وجدته بحرًا يعنى القرس۔([37])

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ ایک آواز سن کر خوف زدہ ہوئے اور وہ تحقیق کے لئے نکلے تو نبی اکرم ﷺ انہیں حضرت ابو طلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار واپسی پر ملے، آپ ﷺ نے تلوار لٹکائی ہوئی تھی، فرمایا مت گھبراؤ، پھر ارشاد فرمایا میں نے اس گھوڑے کو دریا پایا۔

توکل کی حقیقت اہل علم کے نزدیک:

امام محمد بن محمد غزالیؒ توکل کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ توکل کے معنی ہاتھ پاؤں سے کمانا اور دل سے تدبیر کرنا چھوڑ دیا جائے زمین پر پڑا رہے جس طرح چیتھڑے پڑے رہتے ہیں یا گوشت کندھے پر رکھا رہتا ہے۔ لیکن یہ جاہلوں کے خیالات ہیں یہ بات شریعت میں حرام ہے توکل کا اثر تو بندے کے ہاتھ پاؤں ہلانے ہی میں ظاہر ہوتا ہے۔(38)

علامہ شبلی نعمانی فرماتے ہیں کہ "اگر تدبیر اور کوشش کا ترک ہی توکل ہوتا تو اللہ پاک بندوں کی اصلاح کے لیئے انبیاء کو نہ بھیجتا، نہ ہی ان کو تبلیغ، جہاد اور جان ومال کی آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑتا"۔(39)

ڈاکٹر محمد طاہر القادری توکل کی حقیقت بیان کرتے ہیں۔

عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ توکل ترک اسباب و سائل کا نام ہے، حالانکہ خدا تعالیٰ کو ایسا توکل قطعاً منظور نہیں جس میں اسباب سے کلیتاً قطع نظر کر لیا جائے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اسباب اختیار کرنے کے باوجود ان پر اعتماد نہ کریں اور وسائل سے ضرور استفادہ کریں۔ انہیں ضروریات زندگی سمجھ کر ضرور کام میں لائیں۔ مگر ہمارا آخری بھروسہ اور اعتماد اسباب و وسائل پر نہ ہو بلکہ اصل مسبب الاسباب رب کائنات کی ذات پر ہو۔(40)

ایرسن امریکہ میں ایک فلسفی گزرا ہے (جو کیتھلک، پرائسٹنٹ وغیرہ نہیں، توحید پسند فرقے کا عیسائی تھا) وہ اپنے ایک مضمون میں سر دھنتے ہوئے لکھتا ہے کہ "توکل کی اس سے بہتر دنیا میں کوئی تعریف نہیں ملتی جو پیغمبر اسلام کی ہے کہ پہلے اونٹ کے پاؤں رسی سے کسو اور پھر خدا پر اعتماد کرو کہ وہ کہیں بھاگ نہ جائے"۔(41)

رسول اکرم ﷺ نے جو توکل کا تصور ہمیں دیا اس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی اگر توکل کا مطلب یہ لے لیا جائے کہ کوشش کئے بغیر خدا پر بھروسہ کیا جائے تو قرآن مجید میں بعد نماز جمعہ رزق کی تلاش کے لئے پھیل جانے کا حکم نہ ہوتا اور دشمن کے مقابلے جنگوں کے لڑنے کا حکم نہ ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ ابرہہ یمنی کے ہاتھیوں کی فوج کی طرح کفار مکہ کو آسمانوں سے ابابیلوں کے لشکر کو اتار کر تباہ کر دیتا۔ حضور اکرم ﷺ کے دندان مبارک شہید نہ ہوتے۔ غزوہ بدر سے لے کر غزوہ تبوک تک غزوات نہ پیش آتے اور دشمنان اسلام سے مختلف امن معاہدوں کی نوبت نہ آتی۔ اگر جان ومال کی حفاظت کا مطلب صرف خدا پر ہی بھروسہ ہوتا تو حضور اکرم ﷺ مکہ سے ہجرت کی رات دشمنان اسلام کے چہروں پر مٹی نہ پھینکتے۔(42)

مختلف مفکرین کے نظریات کی روشنی میں توکل کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کی گئی جس سے یہ معلوم ہوتا ہے بیماریوں سے دفاع کے لئے علاج معالجہ ہو یا اپنے وطن کی حفاظت واجتماعی دفاع کے لئے یا دشمنان اسلام کے خلاف جہاد کے لیے اسلحہ حاصل کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے اسی طرح آلات حرب و دفاع بنانا یا حاصل کرنا بھی تقدیر وتوکل کے منافی نہیں، قرآن وحدیث میں جان ومال کی حفاظت اور رزق کے لئے مختلف قسم کے اسباب اختیار کرنا

جائز ہی نہیں بلکہ ان کا حکم بھی فرمایا گیا ہے چاہے وہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے سیکورٹی گارڈ کا بندوبست ہو یا وطن عزیز کی حفاظت کے لئے ایٹم بم تیار کرنا ہو۔ یہ سارے اقدامات کرنے کے باوجود بھروسہ خدا پر ہونا چاہیے۔

قرآن وحدیث میں دفاع کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اگرچہ عمومی معاملات میں صبر و تحمل اور برداشت کی تعلیم دی ہے مگر اللہ تعالیٰ ایسے کسی حملے کو برداشت کرنے کی تعلیم نہیں دیتا جو دین اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کیلئے ہو، بلکہ وہ یہاں واضح طور پر قتال بالحق کا حکم دیتا ہے اور دیگر معاملات حیات کے حوالے سے بھی دفاعی اقدامات اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ قرآن و سنت میں متعدد مقامات پر ذاتی اور اجتماعی دفاع کا تذکرہ موجود ہے حتیٰ کہ نماز کے دوران بھی حضور اکرم ﷺ کو دفاع کا بندوبست کرنے کا حکم دیا گیا۔ ارشادِ خداوندی ہے

وَإِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوَا اَسْلِحَتَهُمْ[43]

اے محبوب ﷺ! جب آپ ان (صحابہ) میں موجود ہوں اور ان کو نماز پڑھانے لگیں تو ان کو چاہیے کہ ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہو جائے اپنا اسلحہ ساتھ لیکر کھڑے ہوں۔ ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا [44]

اے ایمان والو! (جب جہاد کے لئے نکلو) اپنے ہتھیار ساتھ لے لیا کرو (اپنی حفاظت کا سامان کر لیا کرو) پھر گروپ کی شکل میں نکلو یا سب اکٹھے کوچ کرو (بہرحال جس طرح مناسب ہو نکلو اور راہِ خدا میں نکلو، کسی دنیاوی منفعت کے لئے نہ نکلو)۔

متعدد صحابہ کرام نے بطور سیکورٹی گارڈ نبی کریم ﷺ اور اہل مدینہ کی خدمت کے فرائض انجام دیے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک شب رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کھلی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک آدمی آج میری حفاظت کرتا، سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے اسلحہ کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے آیا ہوں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ **فنام رسول الله ﷺ حتى سمعت عطيطه**۔ پھر رسول اللہ ﷺ سو گئے حتیٰ کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی۔[45] خود حضور ﷺ کا اپنی حفاظت کیلئے نیزہ کا ساتھ رکھنا ثابت ہے۔

كان رسول الله يدخل الخلاء فاحمل انا وغلام نحوى اذاوة ماء وعزة فيستحى بالماء[46]

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے کہیں تشریف لے جاتے تو آپ کے ہمراہ میں اور ایک میرا اہم عمر لڑکا ہوتا تھا اور ہم پانی کا برتن (لوٹا) اور نیزہ ساتھ لیکر چلتے تھے اور رسول اللہ ﷺ پانی سے استنجاء فرماتے تھے۔

ریوڑ یا کھیت کی حفاظت (Security) کیلئے کتا پالنے کے متعلق روایت ملتی ہے۔

قال رسول الله من امسک کلبا فانه ینقص کل یوم من عمله قیراط الا کلب حرث او ماشیة قال ابن سیرین عن ابی هریرة عن النبی الا کلب غنم اوحرث اوصید۔([47])

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، جس نے کتا رکھا اس کے نیک اعمال کا ثواب قیراط روز کم ہوتا رہے گا۔ البتہ کھیت یا ریوڑ کی حفاظت کیلئے کتا رکھ سکتا ہے۔ حضرت ابن سیرینؒ اور حضرت ابوصالحؒ حضرت ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے یوں روایت کیا البتہ بکریوں یا کھیت یا شکار کے لئے کتا رکھ سکتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے سیکورٹی گارڈز:

جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کی حفاظت کا وعدہ نہیں کیا گیا تھا تو اس وقت تک آپ ﷺ نے حفاظتی تدابیر اختیار فرمائیں اور مختلف اوقات میں حضور ﷺ کی حفاظت پر جو صحابہ کرام بطور سیکورٹی گارڈز مامور رہے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ حضرت معظم بن عدیؓ([48]) 2۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ 3۔ حضرت عباسؓ([49])

4۔ حضرت عصمہ بن مالک الحطمیؓ 5۔ حضرت سعد بن مالکؓ([50]) 6۔ حضرت سعد بن معاذؓ

7۔ حضرت عباد بن بشیرؓ 8۔ حضرت ابوریحانہؓ 9۔ حضرت ذکوان ابن عبید قیسؓ([51])

10۔ حضرت سعد ابن معاذؓ 11۔ حضرت اسید بن حضیرؓ 12۔ حضرت سعد ابن عبادہؓ

13۔ حضرت ابودجانہؓ 14۔ حضرت بلالؓ([52]) 15۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ

16۔ حضرت محمد ابن مسلمہؓ 17۔ حضرت عبادہ بن بشیرؓ 18۔ حضرت عمار ابن یاسرؓ

19۔ حضرت انس بن ابومرثدؓ 20۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ([53])

اہم مقامات کی حفاظت کے لئے نبوی اقدامات:

غزوہ احد شوال ۳ھ کی واپسی پر مدینہ منورہ میں پہلی رات کو اوس و خزرج کے انصاریوں (سعد بن عبادہؓ، سعد بن معاذؓ اور حضرت اسید بن حضیرؓ) نے تمام رات مسجد کے دروازے پر آنحضرت ﷺ کے لئے پہرہ دیتے

رہے کیونکہ یہ خطرہ تھا کہ کہیں قریش کے لوگ جو میدان احد سے واپس مکہ کے لئے روانہ ہو چکے تھے اچانک لوٹ کر مدینہ کا رُخ نہ کرلیں۔(54)

فتح مکہ ۸ ھ کو آپ ﷺ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ حضرت اسامہ بن زیدؓ، حضرت بلال حبشیؓ اور حضرت عثمان بن طلحہؓ اور ایک روایت کے مطابق حضرت فضل ابن عباسؓ کے ہمراہ کعبہ میں داخل ہوئے تو حضرت خالد بن ولیدؓ دروازے پر کھڑے ہوئے تھے اور لوگوں کو قریب آنے سے روک رہے تھے۔

مدنی دور کے اوّلین سالوں میں دشمن کی جانب سے حملوں کا خدشہ اس قدر زیادہ رہتا تھا کہ سرور عالم ﷺ خود راتوں کو (حفاظتی) پہرہ دیا کرتے تھے۔(55) غزوہ خندق کے موقعہ پر شہر مدینہ کی حفاظت کے لئے سیکورٹی کا بندوبست کیا گیا تھا، اس غزوہ خندق ۵ھ کے پر آشوب و خطرناک موقعہ پر دو سالاران حضرت زید بن حارثہ کلبیؓ اور حضرت سلمٰی ابن اسلم اوسیؓ کو باری باری یہ ذمہ داری سونپی گئی تھی اور وہ بالترتیب ۵۰۰ سے ۲۰۰ شہسواروں پر مشتمل دستوں کے ساتھ شہر مدینہ کا گشت کرتے رہتے تھے کیونکہ خطرہ یہ تھا کہ یہود بنی قریظہ کہیں عقب سے حملہ نہ کردیں۔(56)

غزوہ غابہ یا ذی قرد ٦ھ کے موقعہ پر آپ ﷺ نے مدینہ منورہ سے روانگی کے وقت حضرت عبد اللہ بن اُم مکتومؓ کو اپنا قائم مقام بنایا اور مدینہ شہر کی حفاظت کیلئے، آپ ﷺ نے حضرت سعد ابن عبادہؓ کو مقرر فرمایا کہ وہ اپنی قوم خزرج کے تین سو جانبازوں کے ساتھ مدینہ کی حفاظت کریں۔(57) اسی سے ملتی جلتی دوسری روایت میں ہے کہ بنو قریظہ سے خطرہ کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ مسلمہ بن اسلمؓ کو دو سو آدمیوں اور زید بن حارثہؓ کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجتے رہتے تھے جو مدینہ کی حفاظت کرتے تھے اور بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے اس لئے کہ بچوں پر بنو قریظہ کی طرف سے خوف کیا جاتا تھا۔(58) آپ ﷺ نے غزوہ حدیبیہ ٦ھ کو مدینہ سے سفر میں روانگی کے وقت حضرت ابن اُم مکتومؓ کو نماز پڑھانے کے لئے قائم مقام بنایا اور ابورہم مکثوم ابن حصین کو مدینے کی حفاظت و پاسبانی پر متعین فرمایا تھا۔(59) حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی روایت میں ہے۔

واذا النبی قد صعد فی مشربہ لہ وعلی باب المشربہ وصیف فاتیتہ فقلت استاذن لی فاذن لی۔(60)

حضور نبی اکرم ﷺ اپنے بالاخانے پر تشریف فرما تھے اور بالاخانے کے دروازے پر ایک غلام تھا، میں نے اس کے پاس جا کر کہا کہ مجھے اجازت لے دو، پس اس نے مجھے اجازت لے دی۔(اس غلام کا نام حضرت رباح تھا)

خود نبی کریم فیملی کی حفاظت کے لئے حضرت علی ابن ابی طالبؓ کا انتخاب کیا، آنحضرت رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی ابن ابی طالبؓ کو اپنے گھر کی حفاظت کے لئے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ منافقوں نے یہ کہنا شروع کردیا

کہ علی کو رسول اللہ ﷺ بوجھ ہلکا کرنے کے لئے چھوڑ گئے ہیں (تو اس کے جواب میں) آپ ﷺ نے فرمایا نہیں وہ لوگ جنہوں نے تم سے یہ بات کہی ہے جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے تم کو فقط اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے چھوڑا ہے، تم جاؤ وہیں رہو۔ (61)

میدانِ احد میں لشکر کی حفاظت کے لئے آپ ﷺ نے رات کے وقت حضرت محمد ابن مسلمہؓ کو پچاس مجاہدوں کے ساتھ نگرانی کے لئے متعین کیا۔ جو تمام رات سارے اسلامی لشکر کے گرد گشت کرتے رہے۔ (62)

غزوہ حمراء اسد شوال ۳ھ کے موقع پر عشاء کے وقت مسلمانوں نے جب پڑاؤ کیا تو اس وقت مسلمان آگ جلا رہے تھے (دو انصاری زخمی حالت میں آئے) جب یہ دونوں انصاری لشکر کے قریب پہنچے تو پہرہ دینے والے دستے نے ان کو روکا جبکہ اس رات پہرے پر حضرت عباد ابن بشیرؓ ایک دستے کے سربراہ تھے۔ (63)

خلاصہ کلام

انسانی زندگی میں شروع سے لے کر آج تک انسان نے اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے مختلف قسم کے اقدامات کئے ہیں اگر توکل کا یہ معنی لیا جائے کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ جائیں۔ تو زندگی میں مختلف قسم کے حفاظتی اقدامات نہ کئے جاتے۔ مریضوں کی صحت یابی کے لئے ہسپتال نہ بنائے جاتے، گاڑیوں، موٹر سائیکلوں کو تالے نہ لگائے جاتے، خزانوں کی حفاظت کے لئے بینک نہ بنائے جاتے، شہر مدینہ کی حفاظت کے لئے حضور نبی کریم ﷺ خود راتوں کو اپنے ہاتھوں میں تلوار لئے شہر میں گشت نہ کرتے اور حضرت عمر فاروقؓ راتوں کو شہر میں نہ گھومتے۔ مزید یہ کہ احتیاطی اور دفاعی اقدامات کسی طور بھی توکل کے منافی نہیں، اللہ تعالیٰ نے چرند پرند کو شر سے بچاؤ کیلئے پنجے، چونچ، ناخن جیسے دفاعی اوزار عطا فرمائے ہیں، اسی طرح انسان کو عقل کے زیور سے نوازا ہے جس کو استعمال میں لا کر ہر طرح کے شر سے بچاؤ کے اقدامات کر سکتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے جو توکل کا تصور ہمیں دیا اس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی اگر توکل کا مطلب یہ لے لیا جائے کہ کوشش کئے بغیر خدا پر بھروسہ کیا جائے تو قرآن مجید میں جمعہ کی نماز کے بعد رزق کی تلاش کے لئے پھیل جانے کا حکم نہ ہوتا۔ اور دشمن کے مقابلے جنگوں کے لڑنے کا حکم نہ ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ ابرہہ یمنی کے ہاتھیوں کی فوج کی طرح کفار مکہ کو آسمانوں سے ابابیلوں کے لشکر کو اتار کر تباہ کر دیتا۔ حضور اکرم ﷺ کے دندان مبارک شہید نہ ہوتے۔ غزوہ بدر سے لے کر غزوہ تبوک تک غزوات نہ پیش آتے اور دشمنان اسلام سے مختلف امن معاہدوں کی نوبت نہ آتی۔ اگر جان و مال کی حفاظت کا مطلب صرف خدا پر ہی بھروسہ ہوتا تو حضور اکرم ﷺ مکہ سے ہجرت کی رات دشمنان اسلام کے چہروں پر مٹی نہ پھینکتے۔

مختلف مفکرین کے نظریات کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ اپنے ملک کے دفاع اور کفار کے خلاف جہاد کے لیے اسلحہ حاصل کرنا توکل کے خلاف نہیں بلکہ جہاد کی تیاری کرنا بھی تقدیر سے ہے۔اسی طرح دوا علاج کرنا بھی تقدیر کے خلاف نہیں، قرآن و حدیث میں اپنی زندگی میں جان و مال کی حفاظت اور رزق کے لئے مختلف قسم کے اسباب اختیار کرنا جائز ہے چاہے وہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے سیکورٹی گارڈ کا بندوبست ہو یا وطن عزیز کی حفاظت کے لئے ایٹم بم تیار کرنا ہو۔یہ سارے اقدامات کرنے کے باوجود بھروسہ خدا پر ہونا چاہیے۔حالات کے پیش نظر ہمیں ذاتی طور پر اور من حیث القوم اجتماعی طور پر حفاظتی و احتیاطی تدابیر کو اپنانا چاہئے کیونکہ محفوظ معاشرہ ہی ترقی کی منازل طئے کر سکتا ہے۔

حوالہ جات

[1]۔البقرہ:195

[2]۔النساء:102

[3]دمشقی، ابن کثیر، عماد الدین، علامہ، تفسیر ابن کثیر، مکتبہ حقانیہ، پشاور، 1992، ج2، ص124

[4]۔فیروز الدین، مولوی، الحاج، فیروز اللغات، فیروز سنز مال روڈ لاہور، ص391

[5]۔افریقی، ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان ۲۰۰۳، ج11، ص878

[6]۔اصفہانی، راغب، حسین بن محمد، مفردات القرآن، بلاک نمبر ۲۳۸، علامہ اقبال ٹاون لاہور، ج2، ص1138

[7]۔الطلاق:۳۔

[8]-المائدۃ:۲۳۔

[9]۔الیونس:84

[10]۔آل عمران:15

[11]۔الاحزاب:2-3

[12]۔الابراہیم:12

[13]۔محمد بن عطیہ، ابو طالب، شیخ، قوت القلوب، غلام علی اینڈ سنز، اردو بازار لاہور 1988، ج2، ص35

[14]۔محمد بن عطیہ، ابو طالب، شیخ، قوت القلوب، غلام علی اینڈ سنز، اردو بازار لاہور 1988، ج2، ص41

[15]۔غزالی، محمد بن محمد، امام، المرشد الامین، مکتبہ معین الادب اردو بازار لاہور، ص232

[16]۔النجم:39

[17]۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ، امام، جامع ترمذی، ابواب صفۃ القیامہ، باب اعقلھا وتوکل، ص572، ح2517دارالسلام للنشر التوزیع، سعودی عرب ۱۹۹۹

[18]۔ الجمعہ:10

[19]۔ صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ، باب ماکان السلف ید خرون فی بیوتھم واسفارھم من الطعام واللحم وغیر،، ص967، ح5423

[20]۔ صحیح بخاری، کتاب الاضاحی، باب مایوکل من لحوم الاضاحی مایتزود منھا، ص989، ح5569

[21]۔ صحیح بخاری، کتاب الحرث والمزارعۃ، باب المزارعۃ بالشطر ونحوہ، ص458، ح2904

[22]۔ ھود:6

[23]۔ جامع ترمذی، ص536، ح2344

[24]۔ قوت القلوب، ج2، ص68

[25]۔ تبیان القرآن، ج2، ص437

[26]۔ قوت القلوب، ج2، ص70

[27]۔ یوسف:93

[28]۔ جامع ترمذی، باب ماجافی الدواءوالحث علیہ، ص1007، ح2038

[29]۔ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الحبہ السوداء، ص469، ح5687

[30]۔ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الدوابالعسل، ص1006، ح5684

[31]۔ جامع ترمذی، باب ماجالاتردالرقیٰ الادوامن قدراللہ شیئا، ح2148
المستدرک علی الصحیحین، ج4، ص199

[32]۔ النساء:102

[33]۔ النساء:102

[34]۔ الانفال:60

[35]۔ جامع ترمذی، ابواب الجھاد باب ماجاءفی الدرع، ص405، ح1692

[36]۔ جامع ترمذی، اباب الجھاد باب ماجاءفی المغفر، ص405، ح1693

[37]۔ بخاری، ص502، ح3040

[38]۔ عبداللہ، سید محمد، ڈاکٹر، اردو دائرمعارف اسلامیہ، ج6، ص753,پنجاب یونیورسٹی,لاہور، 1985

[39]۔ نعمانی، علامہ شبلی، سیرت النبی، ج5، ص238، الفیصلناشران، اردوبازار,لاہور، 1991

[40]۔ طاہر القادری، ڈاکٹر، محمد، اسلامی تربیتی نصاب، ج2، ص36، منہاج القرآن پبلیکشنز، لاہور، 2004

[41]۔ حمید اللہ، محمد، ڈاکٹر، رسول اکرم کی سیاسی زندگی، ص91، دارالاشاعت کراچی ۱۹۸۷

[42]۔ توکلی، نور بخش، علامہ، سیرت رسول عربی، ص82، فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور

[43]۔ آل عمران:200

[44]۔ النساء:71

[45]۔ صحیح مسلم، ص1062، ح6230

[46]۔ صحیح مسلم، ص128، ح620

[47]۔ صحیح بخاری، ص373، ح2322

[48]طبقات ابن سعد، ج۱، ص280

[49]جامع ترمذی، ص853، ح3756

[50]تفسیر ابن کثیر، ج۲، ص ۱۲۴

[51]سیرت حلبیہ، ج،۴ص ۱۴۳

[52]شامی۔ محمد بن یوسف، علامہ، سبل الھدیٰ والرشاد، ج۵، ص،۵۳۱، احیائ التراث الاسلامی، قاہرہ، ۱۹۸۱

[53]حلبی، علی بن برہان الدین، علامہ، سیرت حلبیہ، جلد ۴۔ ص۔ ۱۶۴، ۱۶۲، جلد ۲، ص ۴۰۱ دارالاشاعت کراچی ۱۹۹۹

[54]۔ طفیل، محمد، نقوش رسول نمبر، ج5، ص208۔ ادارہ فروغ اردو، اردو بازار لاہور، ۱۹۸۴

[55]۔ نقوش رسول نمبر، ج5، ص232

[56]۔ نقوش رسول نمبر، ج5،245

[57]۔ سیرت حلبیہ، ج5، ص44

[58]۔ طبقات ابن سعد، حصہ اول، ص367

[59]۔ سیرت حلبیہ، ج5، ص520

[60]۔ صحیح بخاری، ص1029، ح5843

[61]۔ صحیح مسلم، ص1058، ح6218

[62]۔ سیرت حلبیہ، ج4، ص1430

[63]۔ سیرت حلبیہ، ج4، ص234